www.novelsclubb.com
سفید
سیاہ
از قلم تحریم صدیقی
:novelsclubb
03257121842
read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سیاہ سفید

از قلم

تحریم صدیقی

www.novelsclubb.com

دوسری قسط:

"باباجان! آج آفس نہیں جانا؟" نتاشہ نے اخبار پڑھتے یوسف صاحب کا گال چومتے ہوئے پوچھا۔

"اب تم آفس جوائن کر رہی ہو تو سوچ رہا ہوں ریٹائرمنٹ لے لوں۔"

"میں مان ہی نہیں سکتی کہ یوسف جہانگیر صاحب ریٹائر ہونے کا سوچ رہے ہیں۔"

"کیوں بھئی؟" وہ ہنس دیے۔

"میرے پیارے بابا! مجھ سے بہتر کون جانتا ہے کہ آپ کی پہلی محبت آپ کا کام ہے۔" وہ اُن کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

"مجھے یہی لگتا تھا کہ میری پہلی محبت میرا کام ہے۔ مگر جس دن میں نے تمہیں پہلی بار اپنی گود میں اٹھایا۔اُس دن مجھے بہت شدت سے احساس ہوا کہ میری بیٹی کے

آگے میرے کام کی حیثیت توثانی ہے۔" وہ محبت سے کہتے ہوئے نتاشہ کا ماتھا چومنے لگے۔

"آپ مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟"

"کچھ چیزیں فطری ہوتی ہیں۔اُن کے لیے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔" اس جواب پر وہ مسکرادی۔

"آفس جوائن کرنے کے بعد لیٹ ہونے کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنے پروفیشنلزم کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔" ٹھہر کر مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

"آپ بھی تو لیٹ ہیں۔" ابرو اچکاتے ہوئے جوابی وار کیا گیا۔

"مس نتاشہ! میں باس ہوں۔ایک باس لیٹ ہو سکتا ہے لیکن ایک ایمپلائی نہیں۔"

"آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں؟"

"آج کے بعد آپ کو لیٹ آنے کی اجازت نہیں ہے۔اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی ٹائم مینجمنٹ پر توجہ دیں۔" کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوکے باس۔آج کے بعد آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔" دائیں ہاتھ سے سیلوٹ کرتے ہوئے وہ ہنس دی۔

"آفس میں ملاقات ہو گی۔" وہ پورچ کی جانب بڑھ گئے۔

----------★----------

یوسف صاحب اپنے آفس میں داخل ہوئے تو کسی کو اپنا منتظر پایا۔سامنے والے کا چہرہ دیکھتے ہی ان کے چہرے پر ڈھیروں شفقت اتر آئی۔

"مرتاض تم کب آئے؟" وہ بہت گرمجوشی سے اُس سے گلے ملے۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آیا ہوں۔امید کرتا ہوں میری وجہ سے آپ ڈسٹرب نہیں ہوئے۔" اس کے لہجے میں احترام واضح تھا۔

www.novelsclubb.com

”کیسی باتیں کرتے ہو۔ بھلا بیٹے کے آنے سے باپ بھی کبھی تنگ ہوا ہے؟“ وہ مسکرائے اور اپنی کرسی کی جانب بڑھے۔ان کے بیٹھنے کے بعد مرتاض بھی سامنے والی آفس چیئر پر بیٹھ گیا۔

”ہمیشہ میرے بعد بیٹھنے کی تمہاری عادت گئی نہیں؟“ وہ انٹر کام اٹھاتے ہوئے بولے۔سامنے والے نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

”کوئی خاص کام ہے ویسے؟“اس کے لیے بلیک کافی منگوانے کے بعد وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

”ایک نئے پراجیکٹ کے بارے میں بات کرنی ہے۔“ وہ ان کی جانب فائل بڑھاتے ہوئے گویا ہوا۔

”یہ بہت بہترین پراجیکٹ ہے۔ مجھے تم سے ایسے آئیڈیا کی ہی امید تھی۔“

”پھر میں اس پراجیکٹ میں آپ کی پارٹنر شپ کے لیے ہاں سمجھوں؟“ کافی کا سپ لیتا مرتاض بولا۔

”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں ڈیل کے پیپرز بنواتا ہوں۔“

"مجھے خوشی ہوئی۔" وہ کھلے دل سے مسکرایا۔

"مرتاض! میں چاہتا ہوں اس پراجیکٹ میں میری جگہ میری بیٹی تمہارے ساتھ پارٹنر ہو۔اس نے ابھی کچھ عرصہ پہلے آفس جوائن کیا ہے اور میں چاہتا ہوں وہ تم جیسے قابل بزنس مین سے کچھ سیکھے۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" آنکھوں میں امید سجائے پوچھا گیا۔

"سر! آپ صرف حکم کیا کریں۔میری کیا مجال جو انکار کردوں۔" اس کے مؤدبانہ انداز پر وہ سرشار ہو گئے۔

"خدا تمہیں ڈھیروں کامیابیوں سے نوازے۔تمہارے دامن میں بے شمار خوشیاں بھر دے۔ تمہارے نصیب میں بہترین ہمسفر لکھ دے اور تمہیں نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔" وہ دل سے دعا دے رہے تھے۔

"میں چلتا ہوں۔کل ملاقات ہو گی۔" وہ مسکراتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

----------★----------

نیم اندھیر کمرے کے عین وسط میں کرسی پر کسی نوجوان لڑکے کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی جبکہ منہ میں کپڑے کا گولا ٹھونسا گیا تھا۔ وہ مچل رہا تھا لیکن کمرے میں موجود باقی نفوس اس کی حالت سے لطف اٹھانے میں مصروف تھے۔

اچانک کسی نے زور سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ باقی سب نفوس تیر کی طرح سیدھے ہو گئے تھے لیکن کرسی والا لڑکا مسلسل مچل رہا تھا۔ نوارد نے اس کے منہ سے گولا نکالا اور آنکھوں سے پٹی ہٹائی۔

"شہریار آفندی!" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بڑبڑایا۔

"ہیلو دلاور!" ہونٹوں پر عجیب مسکراہٹ تھی۔ دلاور کو اس سے خوف محسوس ہوا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟ میں نے کیا کیا ہے؟"

"تم نے کچھ نہیں کیا۔ لیکن تمہارا قصور صرف اتنا ہے کہ تم رامین کے بیٹے ہو۔"

www.novelsclubb.com

"مام سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟" ڈرتے ہوئے پوچھا گیا۔

"تمہاری ماں نے پورے سوشل میڈیا پر میرے خلاف کمپین چلا رکھی ہے۔ ہر طرف میرے نام کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ مجھ سے میری عزیز چیز چھیننا چاہتی ہے۔ میں اس کی سب سے عزیز چیز چھین لوں گا۔"

"مجھے جانے دو۔ میں مام کو منالوں گا۔ وہ اپنی کمپین ختم کر دیں گی۔" وہ رونے کے قریب تھا۔

"شہریار گھاٹے کے سودے نہیں کرتا۔" اس نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا فون نکالا اور رامین کو کال ملانے لگا۔

"رامین نزیر! کیسی ہیں آپ؟" لہجے سے مٹھاس ٹپک رہی تھی۔

"فکر مت کریں۔ زیادہ دیر تک ٹھیک نہیں رہیں گی۔ ویسے بھی جس ماں کا اکلوتا بیٹا اس کے دشمن کی قید میں ہو وہ کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے۔" یکدم لہجہ تمسخرانہ ہو گیا۔

دوسری جانب موجود رامین کا رنگ پھیکا پڑنے لگا۔

"دلاور مما کو ہائے کرو۔" موبائل فون کو اُس کے قریب کر دیا۔

”مام مجھے یہاں سے نکالو۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔“دلاور کی آواز نے رامین کی رہی سہی ہمت بھی توڑ دی۔شہریار نے فون واپس اپنے کان پر لگالیااور دلاور کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر باہر نکل آیا۔

”اب کام کی بات کرتے ہیں۔شام تک اپنے سارے سوشل میڈیا سے میرے خلاف موجود تمام پوسٹس ڈیلیٹ کرو۔اپنی کمپین ختم کرو۔ایک بیان دو کہ تم نے میرے خلاف یہ سب کچھ ذاتی رنجش کی بنا پر کیا ہے۔جیسے ہی یہ سب ہو گا تمہارا بیٹا تمہارے گھر آجائے گا۔“

”میں کیسے یقین کرلوں؟“وہ منمنائی۔

”میں اپنی باتوں سے نہیں مکرتا۔جیسے ہی تم میری شرط مان لوگی دلاور تمہیں مل جائے گا۔ورنہ آہستہ آہستہ اس کے باڈی پارٹس تمہیں بھجواتا رہوں گا۔پھر تو یقین آجائے گا۔“اس نے طنزیہ انداز میں کہتے ہی کال کاٹ دی۔دوسری جانب موجود رامین اس کے سفاک جملوں پر بیہوش ہونے کے قریب تھی۔

-----------★-----------

"آپ نے مجھے بلایا تھا۔" دروازہ کھول کر نتاشہ اندر داخل ہوئی۔

"بیٹھو۔" وہ مسکرائے۔ نتاشہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی تو یوسف صاحب نے سیاہ فائل اُس کی جانب بڑھائی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ ایک نئے پروجیکٹ کی فائل ہے۔ میں چاہتا ہوں اس پروجیکٹ پر تم کام کرو۔"

"میں نے ابھی چند دن پہلے ہی آفس جوائن کیا ہے۔ بہت کچھ میں پہلی بار سیکھ رہی ہوں۔ آپ کو واقعی لگتا ہے میں یہ پروجیکٹ ہینڈل کرلوں گی؟" وہ جز بز ہو رہی تھی۔

"مجھے تم پر اور تمہاری صلاحیتوں پر پورا یقین ہے۔" لہجے سے اعتماد جھلک رہا تھا۔ یہ اعتماد ہی اُن کی بیٹی کو زندگی کی ہر جنگ لڑنے کا حوصلہ دیتا تھا۔

"میں بھرپور کوشش کروں گی کہ آپ کے اعتماد کو اسی طرح قائم رکھوں۔"

"تمہیں جب کسی معاملے میں میری ضرورت ہو گی میں تمہاری مدد کے لیے موجود ہوں گا۔اس لیے زیادہ فکر مت کرنا۔" وہ نرمی سے مسکرائے۔

"تھینک یو بابا۔"

"مجھے پورا یقین ہے کہ اس پروجیکٹ پر کام کرنے کے بعد تمہارے بزنس کی سوجھ بوجھ میں مزید اضافہ ہو گا۔ تم یہ فائل لے جاؤ اور اچھی طرح پڑھ لو۔"

"اس پراجیکٹ میں میرا پارٹنر کون ہو گا؟"

"ایک بہت ہونہار اور قابل بزنس مین۔ مرتاض حیدر۔"

"یہ وہی شخص ہے نہ جس کی آپ بہت تعریف کرتے ہیں۔" وہ سوچنے والے انداز میں بولی۔

"ہاں۔" چہرے پر موجود مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"آپ اتنے سارے لوگوں کو جانتے ہیں جن کا تعلق بزنس کمیونٹی سے ہے۔ مگر تعریف آپ ہمیشہ مرتاض کی ہی کیوں کرتے ہیں؟" اُسے تجسس ہوا۔

"بیٹا! کچھ لوگ ہوتے ہی قابلِ تعریف ہیں۔آپ چاہ کر بھی اُن کی برائی نہیں کر سکتے۔"

"آپ نے جس سوال کا جواب نہیں دینا ہوتا اُس کو آپ ہمیشہ اس طرح گھما دیتے ہیں۔"

"تم جب خود مرتاض سے ملو گی تو دیکھ لینا۔سب سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔"

"مجھے لگتا ہے وہ اتنا اچھا نہیں ہو گا جتنی آپ تعریف کر رہے ہیں۔" وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

-----------★-----------

www.novelsclubb.com

مین روڈ پر ٹرکوئیز رنگ کی دو منزلہ بلڈنگ سب سے الگ نظر آرہی تھی۔
سنہرے چوکھٹے میں فٹ دیوار گیر شیشے کی کھڑکیوں سے اندر رکھے مینی کیونز کو پہنائے جدید طرز کے خوبصورت ملبوسات نظر آرہے تھے۔سب سے اوپر

"Thread & Needle" کا بڑا سا سائن بورڈ موجود تھا۔ جس کے چاروں طرف درمیانے سائز کے سفید بلب چمک رہے تھے۔ یہ یقیناً کوئی ہائی اینڈ بوتیک تھی۔

داخلی دروازے سے اندر داخل ہوں تو سفید ماربل کا چمکدار فرش نظر آتا ہے۔ سفید دیواروں کے ساتھ ساتھ وقفے وقفے سے سنہرے اور سفید امتزاج کے دو سیٹر صوفے رکھے گئے تھے۔ جن کے پاس سنہری اونچی میز پر گلابی ٹیولپس سجائے گئے تھے۔ چھت پر سنہرے رنگ کے بڑے فانوس جل رہے تھے۔ سب سے آخری کونے میں جائیں تو سنہری دروازے پر "لاریب کاظمی" کا سائن بورڈ جگمگا رہا تھا۔

دروازہ کھلا اور اندر سے ایک خاتون باہر نکلیں۔ سرخ سِلک کی شارٹ شرٹ، وائٹ بیل بوٹم ٹراؤزر، سرخ سٹیلیٹوز، باب کٹ بال اور میک اپ سے سیٹ چہرہ۔ وہ کہیں سے بھی پچاس سالہ خاتون نہیں لگتی تھی۔

"نیلم! مسز حیدر کا ڈریس ریڈی ہے؟" وہ اپنی اسسٹنٹ سے پوچھ رہی تھیں۔

"جی میم! ڈریس مسز حیدر کے گھر بھجوا دیا ہے۔"

”اب کسی اور سے آرڈر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے پچھلے آرڈرز مکمل کریں گے اور ویڈنگ کلیکشن پر کام کریں گے۔ گاٹ اِٹ؟“ ان کا لہجہ حکمیہ تھا۔

”یس میم!“

”میرے لیے لیمن ٹی بھیجو۔“ آخری حکم صادر کرتے ساتھ ہی وہ واپس اپنے کمرے میں چل دیں۔

----------★----------

رامین کے بیان کے بعد شہریار کی پوزیشن پھر سے بحال ہونے لگی تھی۔ سوشل میڈیا پر موجود شہریار کے خلاف سارے پوسٹس ہٹ چکی تھیں اور اب شہریار کی میڈیا ٹیم اس کے حق میں پوسٹس کر رہی تھیں۔ زیادہ تر لوگ جذبات کی رو میں بہہ کر دوبارہ سے شہریار کو سپورٹ کرنے لگے تھے۔ سیاست کا تارا پھر سے میدان میں چمکنے کی تیاری کر رہا تھا۔

"میرے لیے تمام عورتیں قابلِ عزت ہیں اور میں عورتوں سے بدلہ لینے کو اپنے اصولوں کے خلاف سمجھتا ہوں۔ رامین صاحبہ نے جو کچھ بھی کیا وہ ان کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن میرے دل میں ان کے خلاف کچھ نہیں۔ میں آپ لوگوں سے بھی امید کرتا ہوں کہ رامین صاحبہ یا ان کے خاندان کے خلاف کسی طرح کی پوسٹس یا تقاریر سے پرہیز کریں۔ عورت کی عزت نازک ہوتی ہے اور صنفِ نازک کا احترام ہم پر لازم ہے۔ ویسے بھی میرا مقصد صرف پیار اور عزت بانٹنا ہے۔" وہ پریس کانفرنس کر رہا تھا۔ سیاہ تھری پیس سوٹ اس کی وجاہت کو مزید واضح کر رہا تھا۔ اپنی ازلی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہ ایک بار پھر عوام کے دل میں جگہ بنا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

پریس کانفرنس سے فارغ ہو کے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا کسی کو کال ملا رہا تھا۔ پہلی بیل پر کال پِک کر لی گئی۔

"بیٹے سے مل کر خوشی تو ہو رہی ہو گی۔ دیکھ لو میں اپنے وعدے کا پکا ہوں۔ تمہارے بیٹے کو صحیح سلامت تم تک پہنچا دیا ہے۔" چہرے پر سنجیدگی قائم تھی۔

"اگلی بار اگر تم نے میرے خلاف جانے کا سوچا بھی تو یقین کرو میں تمہیں تلافی کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔" کال کاٹنے کے بعد وہ فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔ کس وقت کس شخص کی گردن مروڑنی ہے وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اسی لیے ابھی تک سیاست میں اس کی ٹکر کا کوئی دوسرا شخص نہیں تھا۔

---------- ★ ----------

گود میں رکھا لیپ ٹاپ، پنک فَر بلینکٹ میں چھُپی ٹانگیں، بائیں ہاتھ میں موجود چپس سے بھرا باؤل اور قریبی میز پر رکھا ہاٹ چاکلیٹ کا مگ جس میں سے مسلسل بھاپ اُڑ رہی تھی۔ لیپ ٹاپ کی سکرین پر مرتاض کی تصویر چمک رہی تھی۔ پسِ منظر میں نظر آتے پہاڑ اور اونچے سبز درختوں کے سامنے لائٹ گرین پولو ٹی شرٹ اور بادامی رنگ ڈریس پینٹ میں ملبوس۔ وہ تصویر میں کھلکھلا کے ہنس رہا تھا۔ شاید تصویر پرانی تھی۔ یونیورسٹی کے وقت کی۔

رباب ٹکٹکی باندھے تصویر میں موجود شخص کو دیکھ رہی تھی جب پاس رکھا موبائل فون تھرتھرایا۔ مداخلت سے بیزار ہوتے ہوئے اُس نے کال کاٹ دی۔ مگر شاید کسی کو بہت ضروری کام تھا۔اس لیے بار بار کال کر رہا تھا۔

''تمہارا مسئلہ کیا ہے؟''کال اٹینڈ کرتے ہوئے وہ تیز آواز میں بولی۔

''میرا مسئلہ تم ہو۔'' سپیکر سے آواز اُبھری۔

''مجھے تمہارے مسئلوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔''وہ جھلائی۔

''تمہیں یاد ہے کہ میں نے تمہاری بہت مدد کی ہے۔''انداز سوالیہ تھا۔

''اچھی طرح یاد ہے۔اُس مدد کے لیے میں تمہارا شکریہ بھی ادا کر چکی ہوں۔''وہ جلد از جلد کال ختم کرنا چاہتی تھی۔

''مرتاض حیدر کی تصویروں کے بدلے ایک ڈِنر بہت چھوٹی قیمت ہے۔''

''باسط!''تنبیہہ کی گئی۔

''یس سویٹ ہارٹ۔''انداز میں شوخ پن واضح تھا۔

"کل مل کر بات کرتے ہیں۔ایڈریس میں تمہیں سینڈ کر دوں گی۔" وہ تحمل سے بولی۔

"جو آپ کی مرضی۔" کال کاٹ دی گئی۔موبائل سائیڈ پر رکھتے ہوئے اُس نے گہری سانس خارج کی۔باسط ایسا کانٹا تھا جو کسی بھی وقت رباب کے حلق میں اٹک سکتا تھا۔

----------★----------

"شہریار بہت چالاک ہے۔کس وقت کس مہرے کو استعمال کرنا ہے وہ اچھے سے جانتا ہے۔" خبریں سنتی نتاشہ نے تبصرہ کیا۔

"تمہارے خیال میں رامین نے اتنی جلدی اُس کے خلاف کیمپین کیوں روک دی؟ ویسے بھی رامین جیسے خاتون اگر کسی چیز کے پیچھے پڑ جائے تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتی ہے۔" یوسف صاحب چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے گویا ہوئے۔

www.novelsclubb.com

”شہریار نے اُس کے بیٹے دلاور کو اٹھوالیا ہو گا۔ایک ماں کے لیے اس کی اولاد سے زیادہ عزیز کچھ نہیں ہوتا۔“

”تمہیں اتنا یقین کیسے ہے؟“ لہجے میں حیرانی تھی۔

”آپ شاید بھول رہے ہیں کہ شہریار کسی زمانے میں میرا گہرا دوست رہ چکا ہے۔ میں اس کی ہر چال سے واقف ہوں۔“

”یقین کرنے میں ذرا مشکل سا لگتا ہے کہ تم دونوں جو آج ایک دوسرے کے دشمن بنے بیٹھے ہو، کبھی کسی زمانے میں بیسٹ فرینڈز ہوتے تھے۔“ یوسف صاحب کے چہرے پر سنجیدہ سی مسکان تھی۔

”وقت کا چکر بہت بھیانک ہوتا ہے۔اکثر دوستوں کو دشمن اور اکثر دشمنوں کو دوست بنا دیتا ہے۔“

”دوستوں کو دشمن نہیں بننا چاہیئے۔کیونکہ وہ صرف دشمن نہیں بنتے، جان کا عذاب بن جاتے ہیں۔“

----------★----------

جاگنگ کے دوران چہرے کو چھوتی ٹھنڈی ہوا نے نتاشہ کی روح کو تقویت بخشی۔ چند لمحے رُک کر سانس بحال کرنے کے بعد وہ پھر سے ٹریک پر بھاگنے لگی۔ بھاگتے ہوئے اس کی نظر پھولوں کے پاس بیٹھے اس ماسک والے شخص پر پڑی۔ اس کی آنکھیں عجیب طرز سے چمک رہی تھیں۔ نتاشہ نامحسوس انداز میں اس کی جانب بڑھی۔

"ہیلو لیڈی!" اپنے پیچھے اس کے وجود کو محسوس کرتے ہوئے وہ ہشاش انداز میں بولا۔

"ہیلو۔" نتاشہ مسکرا دی۔

"آپ کچھ پوچھنا چاہتی ہیں؟" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ ان پھولوں کو غور سے کیوں دیکھ رہے تھے؟"

"میں ہر خوبصورت چیز کو غور سے دیکھتا ہوں۔" اس کا انداز دوستانہ تھا۔

www.novelsclubb.com

''میں نے پہلی بار کسی کو اتنے غور سے پھولوں کو دیکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ تو صرف پھول توڑتے ہیں۔ تصویر کھینچتے ہیں اور پھر انہیں اسی طرح پھینک کر چلے جاتے ہیں۔''

''ایک باذوق انسان ہی خوبصورتی کی قدر کر سکتا ہے۔''

''یہ کونسے پھول ہیں؟'' نتاشہ کا دھیان اُن سفید پھولوں میں اٹکا ہوا تھا۔

''یہ پوپی فلاور ہیں۔ میرے فیورٹ!''

''فیورٹ کیوں؟''

''کیونکہ یہ پھول امن کی علامت تصور کیے جاتے ہیں۔'' اس کی بات پر نتاشہ نے قریب ہو کر پھولوں کو دیکھا۔ وہ واقعی خوبصورت تھے۔

''آپ کے فیورٹ پھول کون سے ہیں؟''

''ہر وہ پھول جو سفید ہو۔ مجھے بہت پسند ہے۔''

''سفید ہونا شرط ہے۔'' ہوا کی پھڑ پھڑاہٹ میں ہنسنے کی کھلکھلاہٹ مل گئی۔

www.novelsclubb.com

اس پارک سے چند میل دور دوسرے پارک میں مرتاض ہمیشہ کی طرح ٹریک سوٹ میں ملبوس جاگنگ ٹریک پر بھاگ رہا تھا۔دائیں کلائی میں موجود سمارٹ واچ اس کے سٹیپس کاؤنٹ کر رہی تھی۔

جاگنگ ٹریک کے قریبی بینچ پر ایک لڑکا چہرہ ڈھانپے بیٹھا تھا۔اُس کا رُخ اِس طرح تھا کہ وہ مرتاض کو باخوبی دیکھ سکتا تھا مگر خود وہ مرتاض کی نظروں کے حصار سے دور تھا۔وہ چھپ کر ہر ممکن زاویے سے مرتاض کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد اپنے کارکردگی سے مطمئن ہونے کے بعد وہ دوسرے گیٹ سے باہر نکل گیا۔جبکہ مرتاض کا ارادہ ابھی کچھ دیر مزید بھاگنے کا تھا۔

www.novelsclubb.com

----------★----------

"گڈ مارننگ باس۔" ڈرائیونگ کرتے مرتاض کی گاڑی کے بلیو توتھ سپیکر سے آواز ابھری۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”میرے نئے پروجیکٹ کی فائل فائنل ہے؟“

”جی۔میں نے آپ کو فائل ای۔ میل کر دی ہے۔ہارڈ فارم میرے پاس موجود ہے۔“

”آج کا سارا دن میں یوسف جہانگیر صاحب کے ساتھ مصروف رہوں گا۔“

”گاٹ اٹ۔میں نے آپ کا سارا شیڈول کلیئر کر دیا ہے۔“

”میں نے آپ کا ایک ایڈریس واٹس ایپ کیا ہے۔پورے آٹھ بجے آپ مجھے وہاں ملیں گی۔“

”میں؟“ماریہ کی آواز میں حیرانی تھی۔

”مس ماریہ!کیا آپ کے علاوہ میری کوئی سیکرٹری ہے؟“لہجہ سوالیہ تھا۔

”نہیں۔“آواز میں شرمندگی واضح تھی۔

”آٹھ بجے مجھے ملیں۔ورنہ میں آپ کی آسانی کے لیے دوسری سیکرٹری کا انتظام کر لیتا ہوں۔“

"میں آپ کو نئی سیکرٹری تلاش کرنے کی تکلیف نہیں دوں گی۔" تیزی سے کہتے ہوئے اُس نے کال کاٹ دی۔

آفس کاریڈور میں پہلا قدم رکھتے ہی اُس کی نظریں سینے سے فائل چپکائے کھڑی ہانپتی ہوئی لڑکی سے جا ٹکرائیں۔ایک مطمئن تاثر چہرے پر سجائے وہ لڑکی کی جانب بڑھا۔

"آٹھ بجنے میں ابھی پورے دو منٹ ہیں۔" ہانپتے ہوئے اطلاع دی گئی۔

"آپ بھاگ کر آئی ہیں؟"

"ٹیکسی ٹریفک میں پھنس گئی تھی۔آدھا راستہ بھاگ کر آئی ہوں۔" وہ تیز تیز سانسیں لے رہی تھی۔

"مس ماریہ بیٹھ جائیں۔" مرتاض نے پاس رکھی کرسیوں کی جانب اشارہ کیا۔

ماریہ کرسی پر بیٹھ کر سانسیں بحال کرنے لگی۔مرتاض نے پاس رکھے واٹر ڈسپنسر

www.novelsclubb.com

سے ڈسپوزیبل گلاس میں پانی بھرا اور ماریہ کی جانب بڑھا دیا۔ وہ غٹا غٹ ایک ہی سانس میں پانی پی گئی۔

"تھینک یو۔" سانسیں بحال ہو گئی تھیں۔

"میں سیکنڈ فلور کے میٹنگ روم میں جا رہا ہوں۔ آپ تھوڑی دیر تک وہی آجائیں۔" وہ اب لفٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ ماریہ نے سکون کی سانس لی۔

----------★----------

"میم آگئیں۔" فہد کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مرتاض نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دروازے کے پاس کھڑی اس دراز قد لڑکی کو دیکھا۔ بالوں کی اونچی پونی بنائے، پستہ رنگ لمبی قمیص اور ٹراؤزر پہنے وہ میرون ہیلز میں مقید پاؤں آگے بڑھاتے ہوئے ان کی جانب آ رہی تھی۔ ماریہ نو وارد کی شخصیت سے خاصی متاثر ہوئی تھی۔

”یہ مرتاض حیدر صاحب ہیں۔ ہمارے اگلے پراجیکٹ کے پارٹنر۔“ فہد کے تعارفی جملے پر وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ نتاشہ اس کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر آگے جھکی اور اس کی شرٹ کے پہلے کھلے دو بٹن بند کرنے لگی۔ باقی نفوس کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

”میرے آفس کا ایک ڈریس کوڈ ہے۔ کھلے گریبان پر وفیشنل نہیں لگتے۔ آپ جب بھی یہاں آئیں شرٹ کے سارے بٹن بند کر کے آئیں۔“ وہ پروفیشنل انداز میں بول رہی تھی۔

”میرا نام نتاشہ یوسف ہے اور میں اس پروجیکٹ میں آپ کی پارٹنر ہوں۔ آپ کے پروفیشنلزم کے بارے میں کافی اچھی باتیں سنی ہیں۔ امید کرتی ہوں آپ کے ساتھ کام کرنے میں مزہ آئے گا۔“ یہ نام اس نے پہلے کہیں سنا تھا۔ مگر کہاں اور کب؟ یہ فیصلہ وہ بروقت نہ کر سکا۔

”آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔“ وہ سنبھل چکا تھا۔

”میں ماریہ ہوں۔ مرتاض صاحب کی سیکرٹری۔“ تعارف پر نتاشہ نے مسکراتے ہوئے ماریہ سے ہاتھ ملایا۔

”فہد سے تو آپ سب مل چکے ہوں گے۔“ وہ اب کرسی سنبھال چکی تھی۔

----------★----------

”ہیلو سویٹ ہارٹ!“ آواز پر موبائل میں گم رباب نے چہرہ اٹھایا۔ سامنے ہی ایک ہینڈسم نوجوان کھڑا تھا۔ ہلکے نیلے رنگ کی ڈینم جیکٹ اور جینز، پیلے رنگ کی سمائلی ایموجی والی ٹی شرٹ، سفید سنیکرز اور بائیں کان کی لو میں چمکتی دو چھوٹی سلور کی بالیاں۔

”باسط۔“ وہ بے دلی سے بولی۔

”بیٹھنے کا نہیں کہو گی؟“ لیونڈر کلر کی لمبی فراک میں ملبوس رباب کو دیکھ کر پوچھا۔

”بیٹھو۔“ وہ بدقت مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"اتنے ٹائم بعد تمہیں دیکھا ہے۔وقت نے تمہاری خوبصورتی کو مزید بڑھا دیا ہے۔" رباب کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا گیا۔اِس تعریف نے اُسے اَن کمفرٹیبل کر دیا تھا۔کم از کم اِس شخص سے وہ کوئی تعریفی کلمات نہیں سننا چاہتی تھی۔

"تم کافی بدل گئے ہو۔"

"ہم تو کل بھی آپ کے دیوانے تھے۔آج بھی آپ کے دیوانے ہیں۔" وہ مسکرا دیا۔

"تم سے میں نے کافی عرصے پہلے مرتاض کی تصویریں مانگی تھیں۔تم نے ڈنر کے بدلے مجھے تصویریں سینڈ کر دی تھیں۔بات ختم ہو گئی۔اب تم مجھے تنگ کیوں کر رہے ہو؟"

"میں تمہیں تنگ نہیں کر رہا سویٹی۔میں تو بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایک موقع دو۔"

"کیسا موقع؟"

"تمہیں اپنی گرل فرینڈ بنانے کا۔"

"تم جانتے ہوں میں صرف مرتاض سے محبت کرتی ہوں۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مرتاض تمہیں بالکل پسند نہیں کرتا۔"اس حقیقت پسند جملے نے رباب کے چہرے کے سارے رنگ نچوڑ لیے۔

"وہ ابھی ریلیشن شپ کے لیے تیار نہیں ہے۔"خود کو نارمل کرتے ہوئے وہ کمزور لہجے میں بولی۔

"کس کو سمجھا رہی ہو؟ مجھے یا خود کو؟ ہر وہ شخص جو مرتاض حیدر کو جانتا ہے وہ اِس بات سے باخوبی واقف ہے کہ رباب جلیل ایک ایسی لڑکی ہے جس کا ذکر بھی مرتاض کو ناگوار گزرتا ہے۔"رباب کے چہرے پر ایک کے بعد ایک رنگ بدل رہا تھا۔

"تم۔۔۔۔"شہادت کی انگلی سے باسط کی طرف اشارہ کیا مگر جلد ہی ہاتھ جھٹک دیا۔ پاس رکھا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے وہ جلدی سے باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہی آنسو بے اختیار بہنے لگے۔ مرتاض کے حوالے سے وہ بہت حساس تھی۔

www.novelsclubb.com

-----------★------------

"جینیئس پلان!" مرتاض کا پراجیکٹ سننے کے بعد وہ داد دیے بغیر نہ رہ سکی۔اب وہ خود فائل پر سرسری نگاہ دوڑانے لگی۔سامنے بیٹھا مرتاض بے اختیار چھینکا۔

نتاشہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔گلابی ہوتی آنکھیں اور سرخ ناک۔بلاشبہ اسے سردی لگ گئی تھی۔اس نے اپنے بیگ سے دوائی نکالی اور سائیڈ پر رکھی پانی کی بوتل سمیت اُس کی جانب بڑھا دی۔

"آپ کو سردی لگی ہے۔یہ کھا لیں۔جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔" کہتے ساتھ ہی وہ دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہو گئی۔مرتاض نے دو گولیاں پانی کے ساتھ نگل لیں۔

"تھینک یو۔" اس نے میڈیسن دوبارہ نتاشہ کی جانب بڑھا دی۔

"انسان کو اپنی ذات پر اتنا ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔آپ آف کر لیتے۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی بول گئی تھی۔

"مجھ جیسا انسان صرف کام کر کے ہی ٹھیک رہ سکتا ہے۔" وہ مسکرایا۔ لیکن اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو نتاشہ کو بے چین کر گیا تھا۔اس کی مسکراہٹ مکمل نہیں تھی۔ کچھ ادھورا پن تھا۔

"اس لیے لوگ آپ کو بزنس بیسٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔"

"Do I look like a beast?" اس نے ابرو اچکائے۔

"Not at all." وہ ہنس دی۔

----------★----------

"آپ کافی پروفیشنل ہیں۔" فہد نے کافی پیتی ماریہ سے کہا۔وہ دونوں اس وقت آفس کیفے میں موجود تھے۔

"ایک ملاقات میں آپ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"ایک پروفیشنل ہی پروفیشنل کو پہچان سکتا ہے۔" اس بات پر وہ ہنس دی۔

"آپ کو اپنی قابلیت پر بہت بھروسہ ہے؟"

www.novelsclubb.com

"جو انسان خود پر بھروسہ نہیں کرتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔" وہ سر اُٹھا کر بولا۔

ماریہ اُس کی بات سے بہت متاثر ہوئی۔

"آپ کتنے عرصے سے یہاں کام کر رہے ہیں؟"

"دو سال ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنی انٹرن شپ یہاں کی تھی۔ پھر جاب کے لیے بھی یہیں اپلائے کر دیا تھا۔"

"آپ نے اس کمپنی کا انتخاب کیوں کیا؟" وہ متجسس تھی۔

"یہاں کے مالک یوسف جہانگیر صاحب کی وجہ سے۔ میرے بابا یوسف صاحب کے گھر ڈرائیور تھے۔ میں بچپن میں کبھی کبھار اُن کے گھر جایا کرتا تھا تو اُن کی پرسنالٹی مجھے بہت متاثر کرتی تھی۔ اس لیے میں نے اِس فیلڈ کا انتخاب کیا۔" کافی کے سپ لیتی ماریہ بہت غور سے اُس کی بات سُن رہی تھی۔

"آپ نے مرتاض صاحب کی کمپنی کیوں جوائن کی؟" فہد کے سوال پر وہ ایک دم چونکی۔

"میں نے کچھ غلط پوچھ لیا؟" ہونٹوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔

”نہیں۔میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔“بدقت مسکراتے ہوئے جواب دیا گیا۔

”اگر میرے سوال سے آپ اَن کمفرٹیبل ہوئی ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں۔“

”یونیورسٹی کے فائنل ائیر میں میرے ابو کا انتقال ہو گیا تھا۔شروع میں امی نے گھر کا خرچ اٹھایا لیکن میری گریجویشن کے بعد امی بیمار ہو گئیں۔بڑی بہن ہونے کی وجہ سے ساری ذمہ داری مجھ پر آ گئی تھی۔اس لیے میں اپنے ڈگری اٹھائے نوکری ڈھونڈنے نکل پڑی۔مجھ جیسی فریشر کو صرف مرتاض حیدر نے چانس دیا۔اس طرح پچھلے چار سالوں سے میں باس کے ساتھ کام کر رہی ہوں۔“آہستگی سے بتایا۔

”پھر آپ مجھ سے سینئر ہیں۔“فہد نے ماحول کی افسردگی کم کرنے کی کوشش کی۔

”میں ستائیس سال کی ہوں۔اتنی سینئر بھی نہیں ہوں۔“وہ ہنس دی۔

”میں پچیس سال کا ہوں۔لیکن خود کو جونیئر نہیں کہوں گا۔“ماحول کا تناؤ کم ہو چکا تھا۔

"ہم نے اب اکٹھے کام کرنا ہے۔اس لیے دوست بن جاتے ہیں۔" فہد نے پیشکش کی۔

"میں اتنی جلدی دوست نہیں بناتی۔"

"پھر میں اگلی ملاقات تک انتظار کروں گا۔شاید آپ کا ارادہ بدل جائے۔"

---------★---------

"اتنے دنوں بعد آج میں سکون سے سانس لے سکوں گا۔" اسرار صاحب نے اپنے بیٹے کے پرُسکون چہرے کو دیکھا۔

"رامین کا معاملہ تو ختم ہوا۔لیکن تمہیں یقین ہے وہ دوبارہ ایسا کچھ نہیں کرے گی؟"

"ایسا کون سا کام ہے جو میں نے ادھورا کیا ہے؟ رامین نزیر آج کے بعد کبھی بھی میرے خلاف کچھ بھی نہیں کرے گی۔" وہ فاتحانہ مسکرایا۔اسرار صاحب جانتے تھے کہ اگر شہریار مطمئن ہے تو یقیناً اُس نے معاملہ اچھی طرح حل کیا ہوگا۔

"آگے کیا سوچا ہے؟"

"نتاشہ کی اُس دن والی حرکت کو دبانے کے لیے اب مجھے کچھ ایسا کرنا ہو گا کہ لوگوں کی نظر اِس معاملے سے ہٹ جائے۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے آپ کو مشکل سے نکالنا جانتے ہو۔" اُن کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تھی۔

"بہت مبارک ہو شہریار!" دروازے سے چہچہاتی ہوئی صباحت لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ اُن کے ہاتھ میں کسی مشہور بیکری کا باکس تھا۔

"رامین جیسی مکار عورت کے جال سے باعزت طریقے سے نکلنے کی خوشی میں تمہارا فیورٹ کیک۔ مجھے معلوم تھا میرا بیٹا ہی کامیاب ہو گا۔" وہ باکس میں سے کیک نکال کر میز پر رکھنے لگیں۔

"پہلی بات۔ میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔ دوسری بات۔ مجھے آپ کی مبارکباد کی ضرورت نہیں ہے۔" ایک ایک لفظ پر زور دیا گیا۔

"شہریار!" وہ بے بسی سے بولیں۔

”مجھے آپ سے اور آپ کے ہر انداز سے صرف نفرت ہے۔“ نیلی آنکھوں میں غصہ واضح تھا۔

”شہریار! اب تم اپنی حد پار کر رہے ہو۔“ اسرار سختی سے گویا ہوئے۔

”کیا ساری حدیں اور اصول میرے لیے ہیں؟ آپ کے لیے کچھ نہیں ہے اسرار آفندی صاحب؟“ اُس کا لہجہ طنزیہ ہوا تھا۔

”تم اِس رشتے کو قبول کیوں نہیں کر لیتے؟“ صباحت کا لہجہ بھاری ہوا۔

”جو رشتے کسی کو تکلیف دے کر بنائے جاتے ہیں۔ وہ رشتے اسی طرح خوار ہوتے ہیں۔“

”میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے اتنے خائف کیوں ہو۔ لیکن میں ہزار بار تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا۔“

”اگر میں نے بہت کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہوتا اور اپنے کانوں سے سنا نہ ہوتا تو شاید میں بھی آپ دونوں میاں بیوی کی اداکاری پر یقین کر لیتا۔“ غصے سے کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں سر جھٹک کر رہ گئے۔

----------★----------

نتاشہ نے آج مرتاض کے آفس جاکر اس کی ٹیم سے ملنا تھا۔چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ مرتاض کے فلور پر اتری۔ ہیل کی ٹِک ٹِک نے خاموش ماحول میں ارتعاش پیدا کیا۔آواز پر مس ماریہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔مرتاض کو اپنے فلور پر مکمل خاموشی چاہییے ہوتی تھی۔وہ کسی قسم کا شور برداشت نہیں کرتا تھا۔اس لیے تمام فی۔میل ورکرز کو خاص تاکید کی گئی تھی وہ ہیلز سے پرہیز کریں۔زیادہ تر خواتین ورکرز وتیج ہیل سینڈلز یا فلیٹ شوز میں نظر آتی تھیں۔زیادہ تر میٹنگز اس لیے گراؤنڈ فلور پر ارینج کی جاتی تھیں۔اگر اس فلور پر شور ہوتا تو ماریہ کی شامت آجاتی تھی۔

ماریہ نے نتاشہ کی سفید رنگ ہیلز کو خوف کے تاثرات لیے دیکھا۔لیکن اس سے پہلے وہ نتاشہ کو کچھ کہتی وہ مرتاض کے آفس کی جانب بڑھ چکی تھی۔دروازہ کھول

کر وہ اندر داخل ہوئی تو ماریہ بھی اس کے پیچھے ہی اندر چل دی۔ آخر کو اسے اپنے باس کے غصے سے بھی نمٹنا تھا۔

"ویلکم!" ماریہ کی سوچ کے برعکس اس کا باس بہت گرمجوشی سے اپنی کرسی سے اٹھ کر نتاشہ کا استقبال کر رہا تھا۔

'باس اور اتنی مروت سے کسی لڑکی سے پیش آرہے ہیں۔ اس کو تو بغیر اجازت اندر آنے پر بھی کچھ نہیں کہا۔' وہ بے یقینی سے سوچنے لگی۔

"چائے یا کافی؟" اب وہ اپنے سامنے بیٹھی نتاشہ سے پوچھ رہا تھا۔

"بلیک کافی۔"

"مس ماریہ! دو بلیک کافی لے آئیں۔" مرتاض کی آواز پر وہ ہوش میں آئی۔

"اوکے باس۔" ہڑبڑا کر کہتی وہ باہر نکل گئی۔

"آپ کی سیکرٹری آپ سے خاصی خوفزدہ ہیں۔" نتاشہ نے مسکرا کر تبصرہ کیا۔

"حالانکہ میں کوئی آدم خور دیو نہیں ہوں۔" اب کی بار وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

-----------★----------

شہریار اپنی سیاہ پراڈو سے باہر نکلا تو سامنے ہی ''ہیپی لائف'' کا بورڈ نظر آیا۔ یہ ایک یتیم خانہ تھا جہاں لگ بھگ تین سو کے قریب بچے موجود تھے۔ وہ اپنے چمکتے بوٹوں میں مقید پاؤں آگے بڑھاتے ہوئے مین گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ بلڈنگ کے اندر ہی سکول، مدرسہ اور پلے گراؤنڈ موجود تھا۔ پودوں کی کیاریوں کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ ہال میں داخل ہوا۔ شہریار کی ٹیم پہلے ہی کھانے کے ڈبے، جوس کین، پانی کی بوتلیں، کھلونے، کپڑے اور جوتے لیے وہاں پہنچ چکے تھے۔

شہریار نے اپنی ازلی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی اور بچوں کے قریب آیا۔ اب وہ بچوں میں مختلف سامان تقسیم کر رہا تھا۔ کیمرہ مین دھڑا دھڑ تصویریں بنا رہے تھے جو سوشل میڈیا ٹیم بہترین کیپشن اور ہیش ٹیگز کے ساتھ بروقت پوسٹ کر رہی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ شہریار یہ سب صرف شہرت کے لیے کرتا تھا۔ وہ شروع سے ہی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتا تھا لیکن سیاست میں آنے کے بعد وہ

ان کاموں کی تصویریں بنوانے لگا تھا۔یہی تو اصول ہے اس دنیا کا۔جو دِکھتا ہے وہ بِکتا ہے۔اس اصول کو سب سے زیادہ ہمارے سیاستدانوں نے ہی استعمال کیا ہے۔

"پیارے بچوں! آپ سب سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔آپ کی معصومیت، آنکھوں کی چمک اور شرارتیں ریاکاری سے پاک اور مکاری سے دور ہیں۔میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ بڑے ہو کر ایک کامیاب انسان بنیں گے۔میرا عزم ہے کہ میں آپ جیسے مستقبل کے ستاروں کے لیے اس ملک کو ایک بہتر جگہ بنا سکوں۔" وہ سٹیج پر کھڑا بہت نرمی سے بات کر رہا تھا۔بچے اس کے کپڑوں، جوتوں اور شخصیت سے متاثر ہو کے آنکھوں میں تجسس اور دلچسپی سجائے اسے دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

----------★----------

گہرے نیلے رنگ کی لمبی شیفون فراک میں ملبوس، ہم رنگ کھسے میں مقید سفید پاؤں، گلے میں جھولتا شیفون کا دوپٹہ، ہلکے میک اپ سے سیٹ شاداب چہرہ، دائیں

کلائیں میں چمکتا وائٹ گولڈ بریسلیٹ، کانوں میں چھوٹے سلور جھمکے اور کندھوں تک آتے سافٹ کرلز کیے بال۔ رباب جلیل مکمل تیاری کے ساتھ مرتاض کے گھر موجود تھی۔ دادی لاؤنج میں داخل ہوئیں تو وہ جوش سے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے گالوں کو باری باری دادی کے دونوں گالوں سے مس کیا اور اُن کے ہاتھ چومتے ہوئے اپنا تعارف کروانے لگی۔

"میں رباب جلیل ہوں۔ مرتاض کی دوست۔ وہ تو مجھے کبھی اپنے گھر نہیں لاتا۔ اس لیے میں خود ہی آ گئی۔" ہونٹوں پر رینگتی مسکراہٹ رباب کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہی تھی۔ دادی نے خوشی سے سجی سنوری گڑیا جیسی لڑکی کو دیکھا۔ وہ انہیں پہلی نظر میں ہی بھا گئی تھی۔

"بہت اچھا کیا۔ مرتاض کا بس چلے تو اپنے کسی دوست کو بھی گھر نہ لائے۔" وہ اب ہنستے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔

"کیا پڑھ رہی ہو؟"

"میں نے ایم-بی-اے کیا ہے۔ لیکن آج کل فری ہوتی ہوں۔"

"آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے؟"

"سوچ رہی ہوں شادی کر کے جلدی سے سیٹل ہو جاؤں۔" رباب کے جواب پر تو دادی کی باچھیں کھل گئیں۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ شکر ہے تم شادی کا سوچ رہی ہو۔ ورنہ آج کل کے بچوں کو تو صرف کیریئر بنانے کی فکر ہے۔ شادی سے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے کوئی بھوت ہو۔"

"آپ کی نظر میں کوئی اچھا سا لڑکا ہو تو بتایئے گا۔" وہ ذو معنی انداز میں گویا ہوئی۔

"لڑکا تو ہے۔ مگر وہ مانتا نہیں ہے۔" دادی کے انداز پر وہ ہنس دی۔ یہی تو وہ چاہتی تھی کہ دادی مرتاض کے حوالے سے رباب کو سوچیں۔

-----------★-----------

''آپ کی اِس ایکٹیوٹی کی میڈیا کوریج ہو گئی ہے۔آج کی خبروں میں آپ سرِ فہرست نظر آئیں گے۔سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پوسٹ کی گئی تصویروں پر عوام نے بہت اچھا ریسپانس دیا ہے۔''عادل اپنے سامنے بیٹھے شہریار کو بتا رہا تھا۔

''بچوں میں کھلونے اور کپڑے تقسیم کر دیے؟''

''نیوز چینلز کے بندے ابھی ٹی بریک پر ہیں۔جیسے ہی فری ہوں گے ہم چیزیں تقسیم کر دیں گے۔''

''بچوں کو گفٹس بانٹتے وقت کوئی کیمرہ آن نہیں ہو گا۔''

''لیکن سر۔یہی چیز تو لوگوں کو ایموشنلی مجبور کرے گی اور وہ آپ کی طرف جھکیں گے۔''

''تم جانتے ہو جب کوئی آپ کو ضرورت کی چیز لا کر دے۔مگر پوری دنیا میں یہ بات بتائے کے اُس نے تمہاری مدد کی ہے تو چیز لینے والے شخص کی ذات پر ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔اُس کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے۔خاص کر بچپن میں لگے زخم

www.novelsclubb.com

جلدی نہیں بھرتے۔جو سامان تقسیم کرنا ہے اُس سب کی ویڈیوز بنوالو۔عوام میں مقبول ہونے کے لیے اتنا کافی ہے۔"

"سر!ایک بار پھر سوچ لیں۔"

"میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔" وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔

"جی سر۔"

"میں سیاست کے میدان میں راج کرنے کے لیے آیا ہوں۔عوام کو اپنے خلاف کرنے نہیں۔کل کو یہ بچے ہماری عوام بنیں گے۔اِن کے پاس ووٹ کا حق ہوگا۔ اگر آج ہم ان کی تذلیل کریں گے تو کل یہ ہمیں اپنا حکمران منتخب نہیں کریں گے۔"

www.novelsclubb.com

----------★----------

وہ آدھے گھنٹے سے مسلسل ویٹنگ ایریا میں موجود تھی۔گاڑی سروِس کے لیے گئی تھی اس لیے وہ ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی۔سارا دن کام میں مصروف رہنے کے

باعث اُس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔ نیند حواسوں پر سوار ہونے لگی تو وہ آنکھیں موند گئیں۔

لفٹ سے باہر نکلتے ہی اُس کی نظریں ارد گرد سے بے خبر نتاشہ کے وجود پر پڑیں۔

اُس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ سر جھٹکتے ہوئے وہ اُس کی جانب بڑھا۔

"آپ فری نہیں ہوئیں؟" آواز پر آنکھیں کھول دی گئیں۔

"میں فری ہوں۔ دراصل میرا ڈرائیور گاڑی لایا نہیں ہے۔ اس لیے انتظار کر رہی ہوں۔"

"اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو گھر چھوڑ سکتا ہوں۔"

"تھینک یو۔" وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر اُس کے ہمراہ چل دی۔

"اپنے ڈرائیور کو انفارم کر دیں۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے بولا۔

"میں نے میسج کر دیا ہے۔"

مرتاض نے گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں میں وہ تیزی سے سڑک پر سفر کر رہے تھے۔ اچانک ہوا کے جھونکا مرتاض کے چہرے سے ٹکرایا۔ اُس نے بائیں طرف سے آتی ہوا کی جانب رُخ کیا۔ نتاشہ نے کھڑکی کا شیشہ مکمل نیچے کر دیا تھا۔

"میں بند گاڑی میں سفر نہیں کر سکتی۔ مجھے موشن سِکنیس محسوس ہوتی ہے۔"

نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتے ہوئے وہ بتانے لگے۔ اُس نے اپنی نظریں پھر سے سامنے سڑک پر جمالیں۔ چند لمحے اسی طرح خاموشی سے گزر گئے۔ مرتاض کو یکدم یہ خاموشی بری لگی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر میوزک پلیئر آن کر دیا۔ خاموش ماحول میں گلوکار کی پُرسوز آواز گونجنے لگی۔

"مجھے ڈرائیو کرتے ہوئے غزلیں سننا پسند ہے۔" وہ بلاوجہ وضاحت دے رہا تھا۔ نتاشہ کی طرف سے کوئی بھی رسپانس نہ ملنے پر اُس نے ترچھی نگاہ سے اُس کی جانب دیکھا۔ وہ سو چکی تھی۔ ہوا کے باعث سیاہ بالوں کی لٹیں اُس کے چہرے پر آ گئیں تھیں۔ دل چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر ان بالوں کو پیچھے کر دیا جائے مگر دماغ نے انکار کر دیا۔ وہ مسکراتے ہوئے نظریں پھیر گیا۔

---------★----------

رنگ برنگی جھلملاتی روشنیاں، نت نئے لوگ اور رنگ برنگے مشروبات سے سجی محفل کے درمیان شہریار آفندی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ سیاہی مائل سرخ مشروب کا آدھا بھرا گلاس اُس کے سامنے پڑا تھا۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ڈانس کرتے ہوئے انجوائے کر رہے تھے جبکہ کچھ لوگ ارد گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے باتیں کرتے ہوئے مختلف کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"تمہیں یقین ہے وہ آج آئے گی؟"

"یس سر! میری پاس پکی انفارمیشن ہے۔" اسسٹنٹ کی آواز ائیر پیس میں ابھری۔

"اگر آج میرا وقت ضائع ہوا تو میں تمہاری زندگی ضائع کر دوں گا۔" مشروب کا گلاس منہ سے لگائے وہ بے رحمی سے بولا۔

"سر!" بے یقینی بھری آواز ابھری اور شہریار نے جاندار قہقہہ لگایا۔ کال ڈسکنیکٹ کرنے کے بعد وہ دروازے کے جانب دیکھنے لگا جہاں سے میرون مون لائٹ

لانگ ڈریس میں چلتی ایک لڑکی داخل ہوئی۔ سنہرے بالوں کی ایک لٹ انگلی پر لپیٹتے ہوئے وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی جب اُس کی نظریں شہریار سے ملیں۔ ایک بے یقین سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہ شہریار کی جانب آئی۔

"میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی؟" بے تکلفی سے شہریار کے گلے لگتے ہوئے وہ چہچہائی۔

"شہریار آفندی ایک حقیقت ہے۔" وہ ازلی انداز سے مسکرایا۔

"میری آج کی رات تو حسین ہو گئی۔" وہ دونوں اب آمنے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

"مہرین تم آج بھی میری فین ہو۔" وہ مصنوعی ہنسا۔

"تمہارے جیسی شخصیت کے ہزاروں فین ہوں گے۔"

"کیا کھاؤ گی؟ آج کا ڈنر میری طرف۔"

"میرا پلان تو اپنی دوستوں کے ساتھ ڈنر کا تھا لیکن تمہاری آفر ٹھکرا کر میں اتنا خوبصورت موقع گنوانا نہیں چاہتی۔" وہ مسکراتے ہوئے اپنی دوستوں کو میسج کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں معلوم ہے تمہارے بابا کا ارادہ اس بار اپنے بیٹے کو الیکشن میں کھڑا کروانے کا ہے۔" وہ لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے اصل مدعا بیان کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن بابا کی پارٹی سے تو آپ الیکشن لڑتے ہیں۔" دونوں ہاتھ تھوڑی کے نیچے جمائے وہ شہریار کو دیکھ رہی تھی۔

"جاوید صاحب نے یحییٰ کو الیکشن لڑوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں ان کی اتنی عزت کرتا ہوں کہ اُن کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتا۔"

"لیکن یہ غلط ہے۔ میں بابا سے بات کروں گی۔" بالآخر وہ ویسا ہی کرنے کا کہہ رہی تھی جیسا شہریار نے سوچا تھا۔

"نہیں مہرین۔ جاوید صاحب کو لگے گا شاید میں نے کچھ کہا ہے۔" شہریار آہستہ آہستہ گیم میں مہرین کو پھنسا رہا تھا۔

"فکر نہ کریں۔ میں آپ کا نام نہیں لوں گی۔"

"اب تم اتنا اصرار کر رہی تو مان لیتا ہوں۔"

"مسٹر سیاستدان آگے کا کیا پلان ہے؟ صرف سیاست کرنی ہے یا فیملی بھی بنانی ہے؟"

"ایک اچھا سیاستدان اپنا پلان کسی کو نہیں بتاتا۔" وہ ہنس دیا۔

---------★---------

شام سے رات ہونے آئی تھی۔ لیکن رباب اور دادی کی باتیں جاری تھیں۔ ابھی بھی وہ دونوں چائے کی چسکیاں بھر رہی تھیں جب مرتاض گھر میں داخل ہوا۔

رباب کو سامنے پا کر اس کے منہ پر ناگواری در آئی اور ماتھے کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

"السلام علیکم دادی جان!" وہ اسے نظرانداز کر چکا تھا۔ دادی اب اس کا ماتھا چومتے ہوئے اس کے دن کا حال احوال پوچھ رہی تھیں۔

"تمہاری یہ دوست بہت اچھی ہے۔ سارا دن میرا دل لگائے رکھا۔ تم اسے کبھی گھر کیوں نہیں لائے؟"

"میری پیاری دادی جان! میں بہت تھک چکا ہوں۔ صبح بات کریں گے۔"

"تم ہمارے ساتھ ڈنر نہیں کرو گے؟ دادی کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

اب کی بار رباب بولی تو مرتاض نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔ رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔

"آپ نے کھانا نہیں کھایا!" وہ بے یقینی سے بولا۔

"فضل۔" اس نے دادی کے خاص خادم کو آواز دی۔

"جی!" وہ کچن سے باہر آیا۔

"کہاں گم رہتے ہو تم؟ میں نے سختی سے کہا ہے نہ کہ دادی کو وقت سے کھانا کھلایا کرو۔ انہوں نے دوائی بھی کھانی ہوتی ہے۔ میں تم پر اعتبار کر کے جاتا ہوں۔ اب کیا میں آفس کے ساتھ گھر کے سارے معاملات بھی دیکھوں؟" اس کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

"میں رفعت بی کے لیے کھانا لایا تھا۔" وہ بیچارگی سے بولا۔

"اس کو مت ڈانٹوں۔ وہ بیچارا تو کھانا لایا تھا۔ میں نے ہی انکار کر دیا۔" دادی نے فضل کو اشارے سے واپس بھیج دیا۔

www.novelsclubb.com

”مرتاض غصہ مت کرو۔ دادی کا بھی دل کرتا ہے وہ تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔“ رباب کی بات پر وہ آنکھوں میں شعلے لیے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”میرے گھر کے معاملات میں دخل اندازی کی تمہیں ہرگز ضرورت نہیں ہے۔“ وہ تقریباً دھاڑا تھا۔ رباب کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔

”مرتاض!“ دادی نے اسے ڈپٹنے کی کوشش کی تو وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دادی نے افسوس سے اپنی آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش میں مصروف رباب کو دیکھا۔

----------★---------

www.novelsclubb.com

کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ شدت سے بند کیا گیا۔ بھاگ کر سیڑھیاں چڑھنے کے باعث تنفس تیز ہو رہا تھا۔ کوٹ کھینچ کر اتارا اور صوفے پر پھینک دیا۔ کَف لِنکس کھولتے ہوئے وہ بیڈ کے کنارے پر جا بیٹھا۔ گہری سانسیں لیتے ہوئے

خود کو نارمل کرنے کی کوشش میں ناکام ہونے پر مرتاض نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں پی لیا۔

رباب کی موجودگی نے اُس کے خوشگوار موڈ کو ممکن حد تک خراب کر دیا تھا۔اُسے ہمیشہ سے لڑکوں کے پیچھے بھاگنے والی لڑکیاں سخت ناگوار گزرتی تھیں۔ خاص طور پر رباب نے تو مرتاض کے قریب ہونے کے ہر ممکن کوشش کر لی تھی۔ مگر وہ جتنا قریب آنے کی کوشش کرتی تھی، مرتاض اُس سے اُتنا زیادہ دور ہو جاتا تھا۔

فرسٹریشن کے مارے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بیڈ پر اِس طرح لیٹ گیا کہ اُس کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

آنکھیں بند کرتے ہی ایک وجود اُس کے ذہن کے پردے پر اُترا۔ فرنٹ سیٹ پر ٹِکا سر، نیند کے باعث بند آنکھیں، گود میں ایک دوسرے پر رکھے دونوں ہاتھ اور ہوا سے پھڑ پھڑاتے بال۔ مرتاض نے شاید پہلی بار کسی لڑکی کو اتنے قریب سے دیکھا تھا۔

”نتاشہ یوسف۔“ زیرِلب بڑبڑایا۔ یکدم ذہن میں کچھ کلک ہوا۔

"میں نے یہ نام اُس رات سنا تھا۔ وہ لڑکی اُس بچے کو اپنا نام بتا رہی تھی۔" وہ اُٹھ بیٹھا۔

'کیا یہ وہی نتاشہ ہے؟ یا دونوں الگ ہیں؟' دماغ میں ہلچل مچنے لگی تھی۔ دروازے پر ہوتی دستک نے اُس کے خیالات کے تسلسل کو توڑا۔

"آ جائیں۔"

"ڈسٹرب کرنے کے لیے سوری۔" رباب اندر داخل ہوتے ہوئی بولی۔

"تمہارے خیال میں اس وقت کسی لڑکے کے کمرے میں آنا ٹھیک ہے؟" لہجے میں طنز تھا۔

"آئی ایم سوری۔ کیا تم مجھے ڈراپ کر دو گے؟"

"میں تمہارا پرسنل ڈرائیور نہیں ہوں۔"

"میں گھر کیسے جاؤں گی؟" وہ پریشان ہوئی۔

"جس طرح آئی تھیں، اُسی طرح واپس چلی جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

"رات کے اِس وقت اکیلے کسی ڈرائیور کے ساتھ جانا ٹھیک ہے؟" وہ اُس کی بات اسے ہی پلٹا رہی تھی۔

"رات کے اس پہر تمہارا کسی بھی مرد کے ساتھ جانا ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ مرد تو مرد ہی ہوتا ہے۔"

"تم پر مجھے بھروسہ ہے۔" اپنے پیروں کو دیکھتے ہوئے رباب آہستگی سے بولی۔

"میں رقعیہ بی کو کہتا ہوں۔ وہ ڈرائیور کے ساتھ تمہیں گھر چھوڑ دیں گی۔" حتمی انداز سے کہتے ہوئے وہ رباب کو کوئی دوسرے بات کرنے موقع دیے بغیر نیچے چل دیا۔ چار و ناچار اُسے بھی مرتاض کے پیچھے چلنا پڑا۔

---------★---------

www.novelsclubb.com